Category Y
AL-HAYAT Research Journal
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 3 Issue 1 (October-December 2025)

تفسیر مظہری میں طلاق کے قرآنی وفقہی مباحث کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Qur'anic and Jurisprudential Discussions on Divorce in Tafsir Mazhari

Dr. Peree Gul Tareen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan womens University Quetta Balochistan, drpareegulltareen@gmail.com

Dr. Farida
Lecturer, Department of Islamic Studies, SBK Women's University Quetta, Balochistan

Abstract
This research paper explores the Qur'anic and jurisprudential discussions on divorce (ṭalāq) and delegation of divorce (tafwīḍ al-ṭalāq) in Tafsīr al-Maẓharī, authored by Qāḍī Thānā' ullāh Panipati. The study aims to highlight the interpretive methodology employed by the exegete in explaining the verses related to marital dissolution and the legal authority granted to women in certain contexts through the delegation of divorce. By analyzing relevant Qur'anic verses, juristic opinions, and the exegete's reconciliatory approach between textual and contextual meanings, the research sheds light on how Tafsīr al-Maẓharī integrates classical Islamic jurisprudence with ethical considerations. The paper also compares the commentary's stance with that of other traditional tafsīr works to identify its distinctive contribution to the understanding of Islamic family law.

Keywords: Tafsīr al-Maẓharī, ṭalāq, tafwīḍ al-ṭalāq, Islamic jurisprudence, Qur'anic interpretation, family law, Thānā' ullāh Panipati

تفسیر مظہری میں طلاق اور تفویض طلاق کے قرآنی وفقہی مباحث کا جائزہ۔

تمہید: اسلامی شریعت میں نکاح وطلاق کا نظام خاندانی زندگی کے استحکام اور معاشرتی نظم کے لیے نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔قرآنِ کریم نے جہاں نکاح کو ایک بابرکت اور سنجیدہ معاہدہ قرار دیا ہے، وہیں طلاق کو ناگزیر صورت میں اختیار کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ طلاق کے ساتھ ساتھ تفویضِ طلاق یعنی شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق دینے کا اختیار تفویض کرنا بھی فقہی واخلاقی اعتبار سے ایک اہم مسئلہ ہے۔ تفسیرِ مظہری، جو قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کی معروف تفسیر ہے، میں ان دونوں موضوعات پر گہرے قرآنی وفقہی مباحث ملتے ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں تفسیرِ مظہری کے تناظر میں طلاق اور تفویضِ طلاق کے احکام ودلائل کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ مفسر نے ان آیات کی تعبیر میں فقہی مسالک، اخلاقی پہلوؤں اور معاشرتی مصلحتوں کو کس طرح ہم آہنگ کیا ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف تفسیرِ مظہری کی فقہی بصیرت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اسلامی خاندانی قانون میں اس کی علمی اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

طلاق اور تفویض طلاق کے مسائل واحکام

طلاق کے اقسام اور انواع کا مدار قرآن کریم کی ان دو آیات کریمہ پر رہا ہے جن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔"(سورت البقرہ:۲۲۹:۲)

CC BY

"ترجمہ: طلاق (زیادہ سے زیادہ) دو بار ہونی چاہیے، اس کے بعد (شوہر کے لیے دو ہی راستے ہیں) یا تو قاعدے کے مطابق (بیوی کو) روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کرلے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے (یعنی رجوع کے بغیر عدت گزر جانے دے)۔"

دوسری آیت کریمہ سورۃ البقرہ کی اس کے بعد والی ہے جس میں اللہ تعالی کا ارشاد گرامی قدر ہے:

"طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ." (سورت البقرہ: ۲:۲۳۰)

"ترجمہ: پھر اگر شوہر (تیسری) طلاق دیدے تو وہ (مطلقہ عورت) اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔"

قرآن کریم کے ان دو آیات سے استفادہ کرتے ہوئے قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ نے دیگر فقہاء اور مفسرین کی طرح طلاق کی تین قسمیں بتائی ہیں: (۱) طلاق رجعی، (۲) طلاق بائن، (۳) طلاق مغلظہ، چنانچہ ان تین قسموں کے بارے میں تفسیر مظہری میں ہے:

"الطَّلَاقُ الذی یعقب الرجعة بدلیل ما سیأتی من ذکر الثالثة وذکر الإمساك بعد المرتین مَرَّتَانِ روی انه صلی الله علیه وسلم سئل این الثالثة فقال علیه السلام او تشریح بإحسان۔" (پانی پتی، ۱۴۱۲ھ، ۱: ص: ۳۰۰)

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (طلاق دو بار تک) ہے یعنی جس کے بعد رجعت ہو سکتی ہے کیونکہ تیسری کا ذکر اور دو کے بعد رکھنے کا حکم عنقریب آتا ہے۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ (یہ تو دو ہی طلاقیں ہوئیں) تیسری کہاں ہے؟ فرمایا اور تسریح باحسان (سے تیسری مراد ہے)۔"

ان تین اقسام کی تفصیل علماء کرام اور فقہاء عظام نے فقہی کتب میں کچھ یوں بیان فرمائی ہے:

طلاق رجعی:

وہ طلاق ہے جس میں عدت کے اندر شوہر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو اسے اپنی زوجیت میں بغیر نکاح کے باقی رکھے (گرچہ عورت راضی نہ ہو) اگر عدت گزر جائے تو پھر سے نکاح کرنا ہوگا، قاضی ثناءاللہ صاحب اس کی ترجمہ: تفسیر یوں کرتے ہیں:

"والأحسن من ذلك كله إذا اضطر الرجل الی طلاق امرأته ان یطلقها واحدة ثم ان لم یرد المراجعة یترکها حتی تنقضی عدتها" (پانی پتی، ۱۴۱۲ھ، ۱: ص: ۳۰۳)

"ترجمہ: سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور ہی ہو جائے تو ایک طلاق دے دے پھر اگر رجعت کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اسے ویسے ہی رہنے دے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔"

عدت یا بالفاظ دیگر عدت کا وقت کیا ہے؟ اس حوالے سے مولانا سید ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: رجعی طلاق دینے والے کے لیے رجوع کا موقع کس وقت تک ہے؟ اس میں بھی فقہاء کے درمیان سے مراد تین حیض ہیں یا تین طہر؟ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک قرء سے مراد حیض ہے اور امام احمد بن حنبل کا معتبر مذہب بھی یہی ہے" (مودودی، سید ابوالاعلی، س ن، ج: ۵، ص: ۲۶۱)

وھبہ الزحیلی طلاق رجعی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"أما الطلاق الرجعی: فهو الذی یملك الزوج بعده إعادة المطلقة إلی الزوجیة من غیر حاجة إلی عقد جدید۔" (الزحیلی، س ن، ج: ۹، ص: ۷۰۴)

"ترجمہ: طلاق رجعی وہ ہے جس میں شوہر کو عقد جدید کے بغیر واپس رجوع، کا حق حاصل ہوتا ہے۔"

OPEN ACCESS

یعنی طلاق رجعی طلاق کا بہت ہی بہتر طریقہ ہے اگر میاں بیوی کا عدت کے اندر اندر واپس رجوع کرنے کا ارادہ ہوا تو رجوع کر سکتے ہیں۔

طلاق رجعی کا حکم

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ عدت گزرنے تک وہ نکاح میں رہے گی اس لیے عدت کے اندر شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے، چھو سکتا ہے اور صحبت وغیرہ کر سکتا ہے مگر ایسا کرنے سے رجعت ہو جائے گی اور وہ رجعت نہ کرنا چاہے تو ان ساری چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ عدت میں اچھا زیب وزینت اور خوب بناؤ سنگھار کرتی رہے کہ ہو سکتا ہے مرد کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے اور رجعت کر لے، عدت گزر گئی اور مرد نے رجعت نہیں کی تو وہ نکاح سے نکل جائے گی اور اب وہ اس کے لیے اجنبیہ کا حکم رکھے گی اور عدت کے بعد بغیر نکاح کے مرد اس کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا، چنانچہ طلاق رجعی کے بارے میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أَمَّاالطَّلَاقُ الرَّجْعِي فَالْحُكْمُ الْأَصْلِي لَه هوَ نُقْصَانُ الْعَدَ دِ۔۔۔فَإِنْ طَلَّقَها وَلَمْ يرَاجِعْها بَلْ تَرَكَها حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُها بَانَتْ."(کاسانی ،۱۴۰۶ھ، ج:۷،ص:۳۱۵)

"ترجمہ: طلاق بائن کا حکم اصلی یہ ہے کہ اب شوہر کی طلاقیں تین سے کم ہو کر دو ہو جاتی ہیں، اور حکم تبعی یہ ہے کہ اگر انہوں نے عدت کے زمانے میں رجوع نہیں کیا تو یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو یہ اس کے نکاح سے نکل جائیگی۔"

فقہاء کرام نے یہ لکھا ہے کہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ عدت کے زمانے میں بناؤ سنگھار کرے تاکہ اس کے شوہر کو پسند آجائے اور واپس رجوع کرے، جیسا کہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ علیہ یہ حکم بیان کرتے ہوئے بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں کہ:

"وَيسْتَحَبُّ لَها أَنْ تَتَشَوَّفَ وَتَتَزَينَ لِأَنَّ الزَّوْجِية قَائِمَةٌ مِنْ كُلِّ وَجْه وَيسْتَحَبُّ لَها ذَلِكَ لَعَلَّ زَوْجَها يرَاجِعُه"(کاسانی، ۱۴۰۶ھ، ج:۷،ص۳۴۵)

"ترجمہ: بیوی کے لئے مستحب ہے کہ عدت کے دوران بناؤ سنگھار کرے کیونکہ تاحال ان کا نکاح ہر اعتبار سے برقرار ہے، اور یہ مستحب بھی ہے تاکہ شوہر واپس رجوع کرے۔"

یہ حکم اس لئے فقہاء بیان کرتے ہیں کہ شریعت مطہرہ نہیں چاہتا کہ ایک جوڑے کے درمیان جو نکاح ہے وہ خراب ہو جائے، اس کی اصل وجہ یہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مباح چیزوں میں طلاق دینی سب سے زیادہ بری ہے اور اللہ تعالیٰ نے جادو کی برائی میں فرمایا ہے:

"فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجة ۔"(سورہ البقرہ:۲:۱۰۲)

"ترجمہ: لوگ ان دونوں (ہاروت ماروت) سے ایسا جادو سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی میں جدائی کرا دیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں جدائی کرا دینا بہت بری بات ہے۔ حضرت جابر (رض) کہتے ہیں رسول للہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے گرگوں کو لوگوں میں فساد پھیلانے کے لیے بھیج دیتا ہے اور ان سب میں اس کا بڑا مقرب وہ ہوتا ہے جس نے فساد زیادہ پھیلا دیا ہو ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کیا ہے ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا دوسرا آکر کہتا ہے کہ میں ایک شخص کے ایسا پیچھے پڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان میں جدائی کرا کے چھوڑی پس اس سے ابلیس کہتا ہے کہ ہاں بس کام تو تو نے کیا ہے۔

طلاق بائن:

وہ طلاق ہے جس میں شوہر بغیر نکاح جدید کے اس کو اپنے نکاح میں نہیں لے سکتا وہ فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے جیسے دخول سے پہلے طلاق، یا خلع یا الفاظ کنایہ سے طلاق دینے سے یا قاضی کے ذریعہ تفریق سے جو طلاق واقع ہوتی ہے وہ سب بائنہ ہوتی ہیں، جیسا کہ فقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

cc BY

"وأما الطلاق البائن:ہو الذی لا یستطیع الرجل بعده أن یعید المطلقة إلى الزوجیة إلا بعقد جدید ومہر. وہو الطلاق قبل الدخول أوعلى مال أو بالكنایة".(الزحیلی، س ن،ج:۹،ص:۷۰۴)

"ترجمہ: طلاق بائن یہ ہے کہ آدمی اس کے بعد اس مطلقہ کے پاس بغیر نئے نکاح اور نئے مہر کے بغیر نہیں جاسکتا،اور وہ طلاق قبل الدخول ہے یا طلاق بالمال ہے یا طلاق بالکنایہ ہے۔"

فقہاء کی اصطلاح میں ایسی طلاق کو طلاق بائن طلاق طلاق بائن صغری بھی کہتے ہیں۔

طلاق بائن کا حکم:

طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اب شوہر کے لیے وہ اجنبیہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس کو دیکھنا غیر ضروری بات کرنا، چھونا اور جماع وغیرہ سب ممنوع ہوگا البتہ اس میں یہ گنجائش ہوگی کہ اگر وہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہو تو از سرِ نو نکاح کرنا ہوگا، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد، چونکہ بیک وقت دو طلاق دینے سے بھی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے اس کو بھی طلاق بائن کہتے ہیں، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے جیسا کہ قاضی ثناءاللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: اللہ تعالی کے مرتان فرمانے اوثنتان نہ فرمانے میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک ہی دفعہ دو طلاقیں دے دینی مکروہ ہیں کیونکہ مرتان کا لفظ عبارۃ تو تفرق پر دلالت کرتا ہے اور اشارۃً عدد پر اور (الطلاق میں) لام جنس کے لیے ہے اور جنس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے"(پانی پتی، ۱۴۱۲ھ،۱:ص:۳۰۰)

مطلب یہ کہ اگر کوئی طلاق دینا بھی چاہتا ہے تو حکم یہ ہے کہ ایک طلاق دیدے اور پھر اسے چھوڑ دے تاکہ عدت گزر جائے اس میں فائدہ یہ ہے کہ واپس پھر دوسری دفعہ اگر نکاح کرنا چاہئے تو آسانی ہوتی ہے، طلاق بائن کے دیگر احکام بیان کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمہ اللہ علیہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ اس سے طلاق کی عدد تین سے کم ہو کر دو رہ جاتے ہیں،اور یہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے یہاں تک کہ اسے اس کے ساتھ نہ ہی نکاح جدید کے بغیر وطی کرنا جائز ہے اور نہ ظہار، ایلاء اور نہ ہی ان کے درمیان لعان چل سکتا ہے اور نہ وراثت ان کے درمیان چلے گا"(کاسانی،۱۴۰۶ھ،ج:۷،ص:۳٦۷)

طلاق بائن کا یہ حکم اگر ہم آسان انداز میں بیان کرنا چاہئے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت اب اس کے نکاح سے بالکل نکل چکی ہے ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ اب کوئی تعلق نہیں ہے اگر کوئی ازدواجی تعلق رکھنا بھی چاہتے ہیں تو نکاح جدید مہر جدید کے ساتھ ہو تو پھر نکاح کا نیا تعلق رکھ سکتے ہیں۔

طلاق مغلظہ:

وہ طلاق ہے جس میں شوہر اس کو پھر سے اپنے نکاح میں کبھی بھی نہیں لے سکتا البتہ اگر اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے ہو جائے اور وہ اس سے صحبت بھی کرلے اس کے بعد وہ اس کو طلاق دیدے یا مر جائے تو عدت گزارنے کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے، طلاق مغلظہ، تین بار یا اس سے زائد طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے اگرچہ وہ ایک ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اس مسئلے کی دلیل بیان کرتے ہوئے قاضی ثناءاللہ رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: عویمر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر اب میں اس عورت کو رکھوں گا تو اس کی وجہ سے جھوٹا کہلاؤں گا لہٰذا میں نے اسے تین طلاقیں دیدیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اسے تین طلاق ہیں اس پر نبی ﷺ نے بھی انہیں منع نہ کیا اور فاطمہ بنت قیس کی بعض روایتوں میں یہ ہے کہ میرے میاں نے مجھے تین طلاقیں دیدی تھیں پھر نبی ﷺ نے نہ مجھے نان نفقہ دلوایا اور نہ (رہنے کو) کوئی گھر دلوایا اور عبدالرحمن بن عوف نے اپنی بیماری میں تماظر کو طلاق دیدی تھی اور حسن بن علی نے اپنی بیوی شہباء کو تین طلاقیں دیدی تھیں جس وقت اس نے حضرت علی رحمہ اللہ علیہ کے

CC BY

وصال کے بعد آپ کو خلافت کی مبارک باد دی۔ پس یہاں دو مقام ہیں ایک یہ کہ تین طلاقیں دینے کی صورت میں تین ہی طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کے باعث آدمی گنہگار ہوتا ہے"(پانی پتی،،۱۴۱۲ھ،اص۳۰۱)

تفسیر مظہری میں یہ تمام روایات جو قاضی صاحب نے ذکر فرمائی ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہے، قاضی صاحب نے ان روایات کے ساتھ ساتھ دوسری دلیل یہ ذکر فرمائی ہے کہ تین طلاق کے تین واقع ہونے پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے:

"وعلى وقوع الطلقات الثلاث انعقد الإجماع وروى عن فقہاء الصحابة فی المؤطا بلغه ان رجلا جاء الى ابن مسعود فقال انى طلقت امراتى ثمانى تطليقات فقال ما قيل لك فقال قيل لى بانت منك قال صدقوا ہو مثل ما يقولون"(پانی پتی، ۱۴۱۲ھ،ج:۱،ص:۳۰۱)

"ترجمہ: تین طلاقیں پڑ جانے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور بڑے بڑے فقہاء صحابہ سے مروی ہے موطا امام مالک میں ہے کہ ایک آدمی ابن مسعود کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دیدی ہیں آپ نے پوچھا کہ تجھے علماء نے کیا جواب دیا کہا یہ جواب ملا ہے کہ وہ مجھ سے بائنہ ہو گئی آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا حکم یہی ہے جو انہوں نے کہا ہے اس جواب پر بھی اجماع ظاہر ہوتا ہے۔"

مولانا ابو اعلی مودودی صاحب تفہیم القرآن میں بہت ہی اچھے انداز میں اس مسئلے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ترجمہ: رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں، جیسا کہ آج کل جہلا کا عام طریقہ ہے، تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے اور حضرت عمر (رض) سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا، آپ اس کو درے لگاتے تھے۔ تاہم گناہ ہونے کے باوجود، ائمہ اربعہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور طلاق مغلظ ہو جاتی ہے۔"(مودودی، س ن، ج:۵،ص:۵۵۹)

البتہ یہ بات ہے کہ یہ کام حرام ہے غلط ہے کہ ایک ہی لفظ سے یا ایک ہی بار تین الفاظ سے بیک وقت تین طلاقیں دیدے ہاں یہ گنجائش ہے کہ تین الگ الگ طہر میں دیدے، جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے:

"الطلاق ثلاثا مجتمعا بدعى حرام وبالتفريق على الإظہار مباح جائز بہذه الاية الى قوله تعالى.فَإِنْ طَلَّقَہا الاية"(پانی پتی، ۱۴۱۲ھ،۱،ص:۳۰۳)

"ترجمہ: یکبار گی تین طلاقیں دینی بدعت اور حرام ہے اور ہر طہر میں ایک ایک طلاق دینا۔ فان طلقھا[الایۃ] کی وجہ سے جائز اور مباح ہے۔"

اب تین طلاقوں کے بعد کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ مرد اسی عورت کے قریب جائے ان دونوں کا تعلق زوجیت اب ختم ہو چکی جیسا کہ فقہ الاسلامی ادلتہ میں اس طلاق مغلظہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"ہو الذى لا يستطيع الرجل بعده أن يعيد المطلقة إلى الزوجية إلا بعد أن تتزوج بزوج آخر زواجاً صحيحاً، ويدخل بہا"(الزحيلى، س ن،ج:۹،ص:۷۰۴)

"ترجمہ: طلاق مغلظہ یہ ہے جس میں آدمی کو عورت کی طرف واپس نہیں لوٹ سکتا مگر یہ کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح کرے اور اس کے مجامعت بھی کرے۔"

یعنی اب اگر واپس اس مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے تو پہلے حلالہ کرے نکاح صحیح کے ساتھ پھر اگر دونوں راضی ہو تو نکاح جدید کر سکتے ہیں۔

CC BY

طلاق مغلظہ کا حکم:

طلاق مغلظہ کا حکم یہ ہے کہ وہ فوراًاس کے نکاح سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے گی اور عدت کے اندر بھی وہ اجنبیہ ہی کی طرح ہو گی اور وہ اس کو پھر سے اپنی زوجہ بنانا چاہتا ہو تو نہیں بنا سکتا البتہ اتنی گنجائش ہو گی کہ اس عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس کا نکاح کسی اور مرد سے ہو جائے اور ان دونوں میں صحبت بھی ہو جائے پھر شوہر ثانی کسی وجہ سے اسے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کی عدت گزارے تو اب شوہر اول اسے اپنی زوجہ نکاح کے ذریعہ بنا سکتا ہے لیکن اس عورت کی نیت عقد ثانی کے وقت حلالہ کی ہو تو وہ اور شوہر ثانی دونوں گناہ گار ہونگے تقریباً یہی بات تمام فقہاء کرام نے لکھی ہے:

"وَأَمَّا الطَّلْقَاتُ الثَّلَاثُ فَحُكْمُها الْأَصْلِي هوَ زَوَالُ الْمِلْكِ وَزَوَالُ حِلِّ الْمَحَلِّيةِ أَيضًا حَتَّى لَا يجُوزَ لَه نِكَاحُها قَبْلَ التَّزَوُّجِ بِزَوْجٍ آخَرَلِقَوْلِه عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ طَلَّقَها فَلَا تَحِلُّ لَه مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيرَه".

(کاسانی،۱۴۰۶ھ،ج:۷:۳۶۷)

"ترجمہ: تین طلاقوں کا حکم اصلی یہ ہے کہ اس سے ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ عورت جو حلال تھی اب اس مرد کے حلال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے کیونکہ اللہ تعالی کا قول ہے: فَإِنْ طَلَّقَها فَلَا تَحِلُّ لَه مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيرَه۔"

اب اگر وہ دوسرا آدمی اس لئے نکاح کرتا ہے تاکہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے تو یہ گناہ کا کام ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے چنانچہ ابن عباس رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِﷺالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَه۔"

(ابن ماجہ، کتاب ا لنکاح، باب المُحَلِّلِ وَالمُحَلَّلِ لَهُ، ح:۱۹۳۴، ج:۳، ص۱۱۸)

"ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جارہا ہے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

مذکورہ حدیث میں حلالہ کرنے والے مرد اور عورت دونوں پر لعنت فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں گنہگار ہیں، مگر باوجودیکہ یہ کام حرام ہے اگر کرے تو ہو جائیگا ایسا نہیں ہے کہ ہوگا ہی نہیں۔

تفویض طلاق کے احکام و مسائل:

تفویض طلاق کا معنی ہے کہ شوہر کا بیوی کو طلاق دینے کا جو حق ہے وہ بیوی کو سپرد کر دینا پہلے شوہر اس کا مالک تھا اب شوہر کے ساتھ ساتھ بیوی بھی اس کی مالک ہو گئی، تفویض طلاق کی وجہ اور علت یہ ہے کہ بعض مرد فطرتاً نالائق ہوتے ہیں وہ بیوی کو انسان نہیں غلام سمجھ لیتے ہیں اور پھر مرتے دم تک ان کے لئے اذیت کا نشان بن جاتے ہیں ایسے مرد بھی اس دنیا میں موجود ہیں جو نہ بیوی کو مرنے دیتے ہیں اور نہ طلاق دے کر علیحدہ سکون کی زندگی گزارنے دیتے ہیں لہٰذا ان جیسے مردوں کے ڈر سے بوقتِ ضرورت اگر ایسی شرط لگادی جائے کہ طلاق کا حق عورت کو بھی ہوگا تو اس کی گنجائش ہے البتہ شوہر کو بدستور طلاق واقع کرنے کا حق باقی رہے گا یعنی پہلے صرف شوہر کو طلاق دینے کا اختیار تھا اب مرد اور عورت دونوں کو اختیار ہوگا، تفویض طلاق نکاح کے بعد آنے والے دشواریوں کا ایک بہترین حل ہے، تفویض طلاق کے حوالے صحابہ اجماع منعقد ہوا ہے جیسا کہ قاضی ثناءاللہ صاحب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ:

" قال صاحب الهداية لها خيار المجلس بإجماع الصحابة رضى الله عنهم"(پانی پتی ،۱۴۱۲ھ،ج:۷ص:۳۲)

"صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ عورت کو تفویض طلاق میں مجلس میں اختیار ہے کہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے"۔

OPEN ACCESS
CC BY

تفویض طلاق کے مذکورہ حکم کا مدار اجماع صحابہ کرام کے مدار اجماع یا سند اجماع قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی یہ ہے جس میں فرمان باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ:

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔"(سورت الاحزاب: ۳۳:۲۸)

"ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو کہ: اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں کچھ تحفے دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردوں۔"

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیتا ہے کہ اپنی بیویوں کو دو باتوں میں سے ایک کی قبولیت کا اختیار دیں۔ اگر تم دنیا پر اور اس کی رونق پر مائل ہوئی ہو تو آؤ میں تمہیں اپنے نکاح سے الگ کر دیتا ہوں اور اگر تم تنگی ترشی پر یہاں صبر کر کے اللہ کی خوشی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضامندی چاہتی ہو اور آخرت کی رونق پسند ہے تو صبر وسہار سے میرے ساتھ زندگی گذارو۔ اللہ تمہیں وہاں کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اللہ آپ کی تمام بیویوں سے جو ہماری مائیں ہیں خوش رہے۔ سب نے اللہ کو اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور دار آخرت کو ہی پسند فرمایا جس پر رب راضی ہوا اور پھر آخرت کے ساتھ ہی دنیا کی مسرتیں بھی عطا فرمائیں۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ اس آیت کے اترتے ہی اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں ایک بات کا تم سے ذکر کرنے والا ہوں تم جواب میں جلدی نہ کرنا اپنے ماں باپ سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ یہ تو آپ جانتے ہی تھے کہ ناممکن ہے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدائی کرنے کا مشورہ دیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں نے فوراً جواب دیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں ماں باپ سے مشورہ کرنے کی کونسی بات ہے۔ مجھے اللہ پسند ہے اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پسند ہیں اور آخرت کا گھر پسند ہے۔ آپ کی اور تمام بیویوں نے بھی وہی کیا جو میں نے کیا تھا اور روایت میں ہے کہ تین دفعہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ دیکھو بغیر اپنے ماں باپ سے مشورہ کئے کوئی فیصلہ نہ کر لینا پھر جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرا جواب سنا تو آپ خوش ہو گئے اور ہنس پڑے، تفویض طلاق اگر مطلق بولا جائے اس میں کسی زمانے کا ذکر نہ ہو تو یہ مجلس تک محدود ہوتا ہے، قاضی صاحب لکھتے ہیں:

"ترجمہ: اگر شوہر نے بیوی سے کہا: تجھے اپنا اختیار ہے اور اس جملہ سے اس کا مطلب تفویض طلاق ہو، یعنی یہ مقصد ہو کہ عورت چاہے تو خود اپنے کو طلاق دے لے تو اس مجلس میں عورت جب تک رہے گی اس کو اختیار رہے گا کہ اگر چاہے تو اپنے آپ کو طلاق دے لے، لیکن اگر اس جگہ سے اٹھ جائے گی یا کسی کام میں مشغول ہو جائے تو طلاق کا اختیار ہاتھ سے نکل جائے گا کیونکہ یہ تملیک فعل ہے اور تملیک فعل کا تقاضا ہے کہ اسی مجلس میں جواب دیا جائے گا جیسے بیع میں (قبول کا اختیار اسی مجلس عقد میں رہتا ہے)" (پانی پتی، ۱۴۱۲ھ، ج:۷ ص ۳۲)

یہی احناف کا مختار مذہب ہے مگر اس کے برعکس علماء کی ایک جماعت فرماتے ہیں کہ نہیں جب چاہے وہ اس اختیار کو استعمال کر سکتی ہے تفسیر مظہری میں اس جماعت کی رائے اس طرح لکھی جا چکی ہے:

"وقالت طائفة أمرہا بیدہا فی المجلس وبعدہا وہو قول الزہری وقتادة وابی عبیدة وابن نصر قال ابن المنذر وبه نقول لقوله صلی الله علیه وسلم لعائشة لا تستعجلی حتی تستأمری أبویك"

(پانی پتی، 1412ھ، ج:7، ص:32)

"بعض دوسرے علماء کہتے ہیں کہ عورت کا اختیار اس مجلس کے بعد بھی رہتا ہے۔ ابن منذر نے کہا: ہم بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ رسول اللہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا کہ اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر (جوب دینے میں) جلدی نہ کرنا"

احناف فرماتے ہیں کہ جب تک صاف الفاظ میں یہ نہ بتائے کہ کب تک اختیار ہے اس وقت تک اسے صرف مجلس تک اس کا اختیار رہیگا، ہاں اگر اس بات کی صراحت کردی کہ ہر وقت ہے تو پھر اس کو عام اختیار ہوگا اور جہاں تک بات ہے حدیث کے لفظ لا تستعجلی سے استدلال کا، تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ رسول اللہ نے طلاق کی تفویض

نہیں کی تھی بلکہ طلب طلاق کا اختیار دیا تھا اور ہماری بحث اس مسئلہ میں ہے کہ شوہر نے تفویض طلاق کر دی ہو اور خود اپنے آپ کو طلاق دے لینے کا اختیار دے دیا ہو، تفویض طلاق کے سلسلے میں تفسیر مظہری میں کچھ اور احکام کا بھی تذکرہ جو کہ اہم ہونے کی وجہ سے یہاں ذکر کرتے ہیں:

"مسئلةلا بد من النية فی قوله اختاری لانه يحتمل تخيريا فی نفسہا ويحتمل تخيريا فی تصرف اخر غيره"
(پانی پتی، ۱۴۱۲ھ، ج:۷، ص:۳۳)

"ترجمہ: مسئلہ: اگر شوہر نے بیوی سے کہا: تجھے اپنا اختیار ہے تو تفویض طلاق کی نیت ضرور اس وقت ہونی چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ شوہر بیوی کو کسی اور چیز کا اختیار دے رہا ہو (اور یہ مقصد ہو کہ تجھے خود اس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے)۔"

کیونکہ نیت کے بغیر یہ الفاظ بہت سارے معنیٰ کا متحمل ہونے کی وجہ سے اس سے صرف تفویض طلاق کا معنیٰ لینا نامناسب ہو گا لہٰذا نیت کی ضرورت ہے اس کے بعد دوسرا اہم مسئلہ یہ کہ جب بیوی نے اپنے آپ کو طلاق دیدی اور شوہر کو کہا کہ میں میں طلاق لے لی ہے تو اس سے کونسی طلاق واقع ہو جائیگی تفسیر مظہری میں یہ کہ:

"مسئلةإذا قال الزوج اختارى فقالت اخترت نفسى فالمروى عن عمرو ابن مسعود وابن عباس انہا تقع واحدة رجعية"(پانی پتی ،۱۴۱۲ھ، ج:۷، ص:۳۳)

"ترجمہ: اگر شوہر نے بیوی سے کہا: تجھے اپنا اختیار ہے اور اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو حضرت عمر ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس کے نزدیک ایک رجعی طلاق ہو جائے گی۔"

مطلب یہ کہ ایک طلاق اور وہ بھی رجعی واقع ہو گی کیونکہ شوہر کی طرف سے تفویض اختیار کا معنی ہے تفویض طلاق اور جب عورت نے اختیار نفس کا اظہار کر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس نے یہ لفظ کہہ دیئے کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دے لی اور اس طرح لفظ طلاق سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آیت قرآنی سے بھی ثابت ہے کہ تیسری طلاق کے بعد تو خیر رجوع نہیں کیا جا سکتا البتہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔

خلاصہ: اس مقالے میں تفسیرِ مظہری کے تناظر میں طلاق اور تفویضِ طلاق کے قرآنی و فقہی مباحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے طلاق کے احکام کو قرآنِ کریم کی روشنی میں نہایت متوازن اور حکیمانہ انداز میں بیان کیا ہے۔

انہوں نے واضح کیا کہ طلاق اگرچہ شرعاً جائز عمل ہے، مگر اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے اسے پسندیدہ نہیں سمجھا گیا۔ اس کے جواز کے ساتھ ساتھ قرآن نے صبر، مصالحت اور عدل کی تاکید بھی کی ہے۔

اسی طرح تفویضِ طلاق کے ضمن میں مفسر نے بیان کیا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے تو یہ شریعت کے دائرے میں درست ہے، بشرطیکہ وہ تفویض مخصوص شرائط کے ساتھ ہو۔

تفسیرِ مظہری میں مفسر نے فقہی مسالک خصوصاً احناف کے مؤقف کو بنیاد بنایا ہے اور دلائل کے ساتھ اس کے اخلاقی و سماجی اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے طلاق اور تفویضِ طلاق کے احکام کو نہ صرف فقہی اصولوں بلکہ معاشرتی توازن کے اصولوں کے مطابق سمجھایا، جس سے ان کی تفسیر کی جامعیت اور اعتدال پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

تجزیہ:

۱۔ قرآنی نقطہ نظر میں:

تفسیرِ مظہری میں قرآنِ کریم کی آیاتِ طلاق کو سیاق و سباق کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ مفسر نے یہ اصول واضح کیا کہ طلاق کا مقصد انتقام یا غصہ نہیں بلکہ ناگزیر حالات میں نکاح کے خاتمے کا باوقار طریقہ ہے۔

۲۔ فقہی بنیاد:

OPEN ACCESS

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فقہی طور پر طلاقِ رجعی، بائن، اور ثلاثہ کی تفریق کو بیان کیا اور فقہا کے دلائل کی وضاحت کی۔ تفویضِ طلاق کے مسئلے میں احناف کے مؤقف کی ترجمانی کی گئی، کہ اگر شوہر اجازت دے تو عورت کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ اخلاقی و معاشرتی پہلو:

مفسر نے طلاق کو آخری چارۂ کار قرار دیا اور اس کے استعمال میں صبر، حسنِ سلوک اور عدل کی تلقین کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ جلد بازی میں طلاق دینا نہ صرف سنت کے خلاف ہے بلکہ معاشرتی بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ تعبیراتی انداز:

تفسیرِ مظہری کا اسلوب متوازن ہے، نہ محض قانونی، نہ صرف اخلاقی؛ بلکہ دونوں پہلوؤں کا حسین امتزاج۔ یہی اس تفسیر کا امتیاز ہے کہ وہ فقہی تعبیرات کو قرآنی اخلاقیات سے جوڑتی ہے۔

۵۔ نتیجہ: مجموعی طور پر، تفسیرِ مظہری طلاق اور تفویضِ طلاق کے باب میں ایک معتدل، فقہی اور اخلاقی نقطۂ نظر پیش کرتی ہے۔ مفسر نے نہ صرف شرعی احکام کی وضاحت کی بلکہ خاندانی نظام کی بقا کے لیے ان کے درست اطلاق پر بھی زور دیا۔

فہرست اسناد و محولہ:

۱۔ محمد نعیم اللہ، بہرائچی، مترجم، محمد الطاف: ''معمولات مظہریہ''، کانپور، انڈیا، ۱۸۶۷۔

۲۔ عارف، ڈاکٹر، محمود الحسن: ''تذکرہ قاضی ثنااللہ پانی پتی:''، جالندھری پبلشرز، لاہور،، ۱۹۹۵۔

۳۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن''، ج ۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۴۔ الجزری، عبدالرحمن، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۴، دار الفکر، بیروت، 1425ح۔

۵۔ زبید احمد، ڈاکٹر: ''زاد الرشید فی فوائد التفسیر:''، مکتبہ رشیدیہ، ملتان، ۱۹۹۱۔

۶۔ دہلوی، حضرت شاہ غلام علی: ''مقامات مظہریہ''، اردو سائن بورڈ، لاہور، ۲۹۰۔

۷۔ تھانوی، اشرف علی: ''تفسیر بیان القرآن''، ج: ۱، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، ۱۹۲۳۔

۸۔ سہارنپوری، خلیل احمد، مولانا: ''بذل المجهود فی حل ابی داود''، ج ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن۔

۹۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن''، ج ۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ کاندھلوی، مولانا محمد مالک: ''التحریر فی اصول التفسیر''، کراچی، ۱۹۶۰۔

۱۱۔ عاصم نعیم، ڈاکٹر: ''پاکستان کا اردو تفسیری ادب (رجحانات واثرات)'' ، جامعہ پنجاب ۲۰۱۹۔

۱۲۔ محمد نعیم اللہ، بہرائچی، مترجم، محمد الطاف: ''معمولات مظہریہ''، کانپور، انڈیا، ۱۸۶۷۔

۱۳۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، س م، ص: ۵۷۔

۱۴ ۔ عارف، ڈاکٹر، محمود الحسن: "تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی" ، ج: ۱ ، جالندھری پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۵۔

۱۵۔ عثمانی، مفتی محمد تقی: "آسان تفسیر القرآن''، ج ۲ ، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۰ء۔

۱۶۔ طبری، محمد بن جریر: '' تاریخ طبری''، علم و عرفان، لاہور، سن ندارد۔

OPEN ACCESS